تحفظ ختم نبوت ایک علمی وتحقیقی جائزہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)

Tahaffuz-e-Khatm-e-Nabowat an Academic and Research Review

ڈاکٹر قاری بدرالدین[*]

ABSTRACT:

The Almighty Allah has sent the Holy Prophet Muhammad (PBUH) to this world as the Chief Leader of all the Prophets and also His last Messenger. The Holy Prophet (PBUH) brought the last 'Sharia'. He is the bearer of the last 'Deen' and Almighty has completed it through him (PBUH). Now the Umma does not need any new 'Deen' or new 'Shariah-'

The belief in the Last Prophet hood is the fundamental principle of the faith and is its integral part from the times of the Holy Prophet (PBUH). Throughout the history of last 1400 years, false prophets and imposters continued to surface in various parts of the world creating mischiefs. Such one mischief appeared in the subcontinent under the aegis of Mirza Ghulam Ahmed Qadiani. He claimed his own prophet hood, and his followers still believe in his false prophet hood denying the concept of the last prophet hood of our Holy Prophet Muhammad (PBUH). Ever since his inception, the Ulema of the subcontinent always struggled academically and practically on all fronts. Ultimately, they succeeded in getting the Qadiani claim declared as false and heresy, and its believers as non-Muslims, in the constitution of Pakistan in 1973 with complete unanimity.

Keywords: Holy Prophet (PBUH), last prophet hood, mischiefs, Qadiani.

اللہ نے انسان کو پیدا فرمایا اور پیدا فرما کر خالی چھوڑ نہیں دیا، بلکہ اس کی ہر ضرورت کے پورا ہونے کا مکمل انتظام فرمایا، انسان چونکہ دو چیزوں کا نام ہے جسم اور روح۔ جسم کی تعلیم وتربیت کا نظام اللہ نے عقل کے سپرد کیا اور روح کی تعلیم وتربیت کا نظام انبیاء علیہم السلام کے سپرد کیا کیونکہ ہر انسان میں یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ براہِ راست اللہ سے اس کی رضا اور غضب کا علم حاصل کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں کچھ مقدس ہستیوں کا انتخاب فرمایا اور انہیں یہ روحانی نظام عطا فرما کر اپنے بندوں کی طرف بھیجا، اس انتخاب کا نام اصطلاحِ شرع میں نبوت ہے جو صرف انتخابِ خداوندی ہے بندے کے کسب ومحنت کا اس میں کوئی دخل نہیں، ارشادِ ربانی ہے:

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ۔[1]

ترجمہ: اللہ فرشتوں میں سے بھی اپنا پیغام پہنچانے والے منتخب کرتا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

علامہ شعرانی رحمہ اللہ الیواقیت والجواہر میں رقمطراز ہیں کہ :فان قلت:فهل النبوة مكتسبة أو موهوبة؟

فالجواب:ليست النبوة مكتسبة، حتى يتوصل إليها بالنسك والرياضات، كما ظنه جماعة من الحمقاء، وقد أفتى المالكية

[*] Chairman, Department of Arabic, Federal Urdu University, Karachi.
Email: drqaribadaruddin@hotmail.com

وغيرهم بكفر من قال: إن النبوة مكتسبة۔[2]

ترجمہ: آپ اگر پوچھیں کہ کہ نبوت کسبی چیز ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کسبی نہیں کہ محنت اور کوشش سے حاصل کی جائے، جیسا کہ بیوقوفوں کی جماعت کا خیال ہے، مالکی وغیرہ نے اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے جو یہ کہے کہ: نبوت کسبی چیز ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ کوئی شخص کثرتِ عبادت، محنت اور مجاہدہ سے نبی نہیں بن سکتا، البتہ کوشش وعبادت سے انسان ولی کامل بن سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ 19 ویں صدی عیسوی میں صوبہ پنجاب ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد پر کہ وہ اپنے ولی ہونے کا جھوٹا دعویٰ تو کیا کرتے، انہوں نے صاف نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ عقیدہ ختم نبوت ایک سو آیاتِ قرآنیہ اور دو سو سے زائد احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امت سے ثابت ہے نمونہ کے طور پر چند آیات واحادیث ملاحظہ ہوں:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔[3]

ترجمہ: (حضرت) محمدﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ سورہ بقرہ میں حضورﷺ کا آخری نبی اور اس امت کی آخری امت ہونے کی طرف حسب ذیل اشارہ کیا گیا ہے کہ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔[4]

ترجمہ: اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔

اس آیت کے تحت مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں کہ: "اس آیت میں خَلَقَكُمْ کے ساتھ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ کا اضافہ کرکے ایک تو یہ بتلا دیا کہ تم اور تمہارے آباؤ اجداد یعنی تمام بنی نوع انسان کا خالق وہی پروردگار ہے، دوسرے صرف مِنْ قَبْلِكُمْ کا ذکر فرمایا مِنْ بَعْدِكُمْ یعنی بعد میں پیدا ہونے والے لوگوں کا ذکر نہیں کیا اس میں اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا کہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی دوسری امت یا دوسری ملت نہیں ہو گی کیونکہ خاتم النبیینﷺ کے بعد نہ کوئی مبعوث ہو گا نہ اس کی کوئی جدید امت ہو گی"۔[5]

ایک اور آیت بطریقِ عبارۃ النص ختمِ نبوت کو ثابت کر رہی ہے اور دوسری آیات سے بھی بطورِ اقتضاء النص و اشارۃ النص و دلالۃ النصیہ مسئلہ ثابت ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا۔[6]

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین مکمل کر دیا تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر دیا۔

جب دین مکمل ہو چکا تو نبی کے آنے کی ضرورت بھی ختم ہو گئی، تیسری آیت ملاحظہ فرمائیں:

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔[7]

ترجمہ: (اے رسول ﷺ ان سے) کہو کہ: اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جس کے قبضے میں تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت سب ہی لوگوں کی طرف عام ہو چکی تو اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں، اسی طرح حضور ﷺ نے احادیث متواترہ میں اپنے آخری بنی ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح فرمائی کہ جس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کوئی شک و شبہ اور تاویل کی گنجائش نہیں، متعدد علماء نے ختم نبوت کی حدیثوں کے متواتر ہونے کی صراحت کی ہے، چنانچہ حافظ ابن کثیر تحریر فرماتے ہیں کہ: وبِذالِكَ وَرَدَةِ الاحادِيث المتَواتِرَة من رسول الله ﷺ مِن حَدِيث جَماعَتِه من الصحابَةِ رضى الله عنهم۔[8]

ترجمہ: اور اس مسئلے پر کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ور سول نہیں حضور ﷺ کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں۔

ان میں سے صرف دو حدیثیں یہاں ذکر کی جارہی ہیں:

1:۔۔۔۔۔۔أنّه سَيَكُونُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنّه نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَ بَعْدِيْ۔[9]

ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

2:۔۔۔۔۔۔قال الا ترضى ان تكون منى بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه ليس نبى بعدى[10]

ترجمہ: (رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: کیا تم راضی نہیں کہ تیرا مجھ سے وہی نسبت ہو، جو ھارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

چونکہ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ علیہما السلام کے تابع تھے اور ان کی کتاب و شریعت کے پابند تھے، گویا غیر تشریعی نبی تھے لیکن آنحضرت ﷺ نے اپنے بعد ایسی نبوت کی بھی نفی فرمادی، معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک نہ کوئی تشریعی نبی آسکتا ہے نہ غیر تشریعی۔ اسی طرح اجماعِ اُمّت سے بھی عقیدۂ ختمِ نبوت ثابت ہے جیسا کہ بے شمار علماء نے اس کی تصرح کی ہے، ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں تحریر فرماتے ہیں: دعوى النبوة بعد نبينا صلى الله عليه وسلم كفر بالاجماع۔[11]

ترجمہ: ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔

ان تمام ثبوتوں کے بعد بھی بعض حریص انسانوں نے حسد و جلن کی وجہ سے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے میں دریغ نہیں کیا انہی جھوٹے مدعیانِ نبوت میں سے ایک مرزا غلام احمد ہمارے دور کے بعض انسانوں کے حصہ میں آگیا جس کی ہمیں سختی سے تردید کرنی چاہئے، تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اکثر جھوٹے مدعیانِ نبوت ناکام ہوئے، مگر مرزا کا معاملہ حکومت برطانیہ کے سہارے کی وجہ سے الگ ہے، مرزا نے دیگر مدعیانِ نبوت کی طرح اولاً صاف صاف نبوت کا دعویٰ نہیں کیا؛ کیونکہ ایسے مدعیوں کا عبرتناک انجام اس کو معلوم تھا اس

نے بڑی چالاکی سے تدریجی انداز اپنایا، اولاً خادم و مبلغ اسلام کے روپ میں ظاہر ہوا، پھر اپنے کو ملہم اور مامور من اللہ بتلایا، پھر مجدد ہونے کا اظہار کیا آگے بڑھ کر مہدی و مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا، مزید ترقی کر کے ظلی بروزی نبوت کا پروپیگنڈا کرنے لگا، آخر کار اصل منزل مقصود پر پہنچ کر مستقل اور صاحب شریعت نبی ہونے کا اعلان کر کے اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کہنے لگا، بلاشبہ اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً بہت سی تحریکیں اٹھیں وہ یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف، لیکن قادیانیت در حقیقت نبوت محمدی ﷺ کے خلاف بغاوت اور ایک سازش ہے، قادیانیت کے بارے میں یہ غلط فہمی ہوگی کہ اسے مسلمانوں کے دینی و علمی اختلافات اور مکاتبِ فکر میں سے ایک دینی و علمی اختلاف اور خاص مکتب فکر خیال کیا جائے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ قادیانیت مسلمانوں سے الگ ایک مستقل خود ساختہ مذہب ہے، حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی تحریر فرماتے ہیں: " قادیانی تحریک اسلام کے دینی نظام اور زندگی کے ڈھانچے کے مقابلے میں ایک نیا دینی نظام اور زندگی کا نیا ڈھانچہ پیش کرتی ہے، وہ دینی زندگی کے تمام شعبوں اور مطالبوں کی خود خانہ پری کرنا چاہتی ہے۔ وہ اپنے پیروؤں کو جدید نبوت جدید مرکز محبت و عقیدت، نئی دعوت، نئے روحانی مراکز اور مقدسات، نئے مذہبی شعائر نئے مقتدا نئے اکابر، نئی تاریخیں اور شخصیتیں عطا کرتی ہے"۔ [12]

اسی وجہ سے فتنہ قادیانیت دوسرے فتنوں سے کہیں زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہے، یہاں ایمان و کفر سے متعلق بھی کچھ ذکر کرنا مناسب ہے تاکہ قادیانیوں کے بارے میں مسلمان فیصلہ کر سکیں، علامہ حموی "شرح الاشباہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

"الایمان تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جائبہ بن الدین ضرورة، والکفر تکذیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی شیء مما جاء بہ من الدین ضرورة"۔ [13]

ترجمہ: ایمان محمد ﷺ کو دین کی ان تمام چیزوں کے بارے میں دل سے سچا قرار دینا ہے، جن چیزوں کو آپ ﷺ یقیناً لے کر آئے ہیں، کفر! محمد ﷺ کو دین کی ان تمام چیزوں میں سے کسی ایک چیز میں جھٹلانا ہے جن کو یقیناً حضور ﷺ لے کر آئے ہیں۔

اسی طرح علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ:

من أنکر شیئا من شرائع الاسلام فقد أبطل قول :"لا الہ الا اللہ"۔ [14]

ترجمہ: جس نے اسلام کی شریعت میں سے کسی ایک چیز کا انکار کر دیا تو اس نے لَا اِلٰہ اِلاّ اللہ کے اقرار کو باطل کر دیا۔

علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

لا خلاف فی تکفیر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من أہل القبلة۔ [15]

ترجمہ: اسلام کی مخالفت کرنے والے کو کافر قرار دینے میں کوئی اختلاف نہیں اگرچہ وہ ظاہر میں اہلِ قبلہ میں سے ہو۔

اس سے واضح ہو چکا کہ قادیانی لوگ عقیدہ ختم نبوت (جو کہ ضروریاتِ اسلام میں سے بالکل واضح اور کھلا ہوا عقیدہ ہے) کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہیں، اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ "زندیق" ہیں؛ کیونکہ وہ قرآن وحدیث نصوص میں تحریف کر کے انہیں اپنے عقائد کفریہ پر فٹ کرنے کی ناجائز کوشش کرتے ہیں، پس مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ قادیانیوں سے میل جول رکھیں، نہ ان کے یہاں لڑکے یا لڑکی کی شادی کریں، کیونکہ نکاح صحیح ہونے کے لیے زوجین (لڑکے اور لڑکی) میں سے ہر ایک کا مسلمان ہونا شرط ہے اور قادیانی دائرہ اسلام

سے خارج ہیں، اسی طرح مسلمان نہ ان کے جنازے میں شریک ہوں اور نہ کسی تقریب میں، نہ ان کو اپنے یہاں کسی تقریب میں آنے کی دعوت دیں، نہ ان کے گھر کا کھانا کھائیں، نہ ان کے ساتھ تجارت وغیرہ کا معاملہ کریں، نہ ان کا ذبیحہ (ذبح کیا ہوا جانور) کھائیں، نہ ان کو مقابر مسلمی(مسلمانوں کے قبرستان) میں دفن ہونے دیں وغیرہ ذلک من الاحکام۔

حقیقت تو یہ ہے کہ قادیانیوں کا بڑا سربراہ (مرزاغلام احمد) نبی یا ولی تو کیا ہوتا؟ وہ تو عام معمولی شریف انسان کے برابر بھی نہیں تھا، بلکہ "مہاکذاب"، انتہائی درجہ کا بدکار انسان تھا، جیسا کہ خود مرزائی تصنیفات سے بخوبی واضح ہوتا ہے۔

قادیانیوں کا سوال نامہ:

1: لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے اور آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمدﷺ پر ہی نبوت ختم کر دی گئی؟ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت وراہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمدﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کیلئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟

2: جب حضرت محمدﷺ اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو سکتے ہیں، تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا؟ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ: مذہبی تبدیلی کی اجازت دیدینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا؟ کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی؟ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا، جیسے جیسے آبادی بڑھے گی، مسکمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے، جو تبدیلی چاہے اسے قتل کر دیا جائے، کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں؟

3: حضرت محمدﷺ نے اپنے خاندان یعنی آلِ رسول کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟ کیا رسولﷺ کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا، خود حضرت محمدﷺ کا قول ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہوں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟

4: حضرت محمدﷺ نے جہاد کا حکم کیوں دیا؟ جہاد کو اسلام کا پانچواں ضروری رکن کیوں قرار دیا؟

5: مالِ غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کیلئے کیوں حلال قرار دیں؟ کیا عورتیں انسان نہیں بھیڑ بکریاں ہیں، جنہیں مالِ غنیمت کے طور پر بانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟

6: مذہب کے نام پر قتل وغارتگری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزا ماضی کے لاکھوں، کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہو کر بھگت چکے ہیں اور عراق، افغانستان، شام اور فلسطین کی جنگ کی کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں، آخر اس جہاد کو بذریعہ اجتہاد جارحیت کے بجائے دفاع کیلئے کیوں استعمال کیا جاتا؟

7: حضرت محمدﷺ نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدھی کیوں قرار دی؟

8: والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا گیا؟ کیا عورت مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟

:9 حضرت محمد ﷺ نے خود نو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟

:10 شریعتِ محمدی میں مرد اگر تین طلاق کا لفظ ادا کر کے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کر سکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کر سکتی؟

:11 حضرت محمد ﷺ نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ یا بکری کی طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں واضع کیا ہے؟ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے مرد کے نکاح میں دی جائے، وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے، پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو وہ طلاق دے تو عورت پہلے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے؟ اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟

:12 حضور ﷺ نے قصاص و دیت کا قانون کیوں وضع کیا؟ مثال کے طور پر اگر میں قتل کر دیا جاتا ہوں، اور میری اپنی بیوی یا بہن بھائیوں سے اختلافات ہیں تو لازماً ان کی پہلی کوشش یہی ہو گی کہ میرے بدلے میں زیادہ سے زیادہ خون بہا لے کر میرے قاتل سے صلح کر لیں اور باقی عمر عیش کریں، میں تو اپنی جان سے گیا، میرے قاتل کو پیسوں کے عوض یا اس کے بغیر معاف کرنے کا حق کسی اور کو کیوں تفویض کیا گیا؟ اس طرح سزا سے بچ جانے پر قاتل کی حوصلہ افزائی نہیں ہو گی؟ کیا پیسے کے بل بوتے پر وہ مزید قتل و قتال کیلئے اس معاشرے میں آزاد نہیں ہو گا؟

:13 اس طرح کے بے شمار سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں پوچھنا توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے؟ جو حضرات ہاں کہیں گے ان سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ جب ایک رات ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں، چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں، اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ خود مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ اگر ہاں! تو اے میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور میری چرچ کے دیگر انسان مسلمانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد ﷺ کو موقع دو کے وہ خود ہی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ سزا تجویز فرمادیں گے یاد رکھو! ایک مسلمان کا خون دوسرے پر حرام ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک مسلمان کو اس کی سوچ اور عقائد کی بنا پر کافر قرار دیدے، یہ تو تھا اسلامی فرمان، اب ایک انسانی فرمان بھی سن لیں کہ! دنیا کے کسی مذہب سے کہیں زیادہ انسان کی جان قیمتی ہے۔

اس غلاظت نامہ کی خواندگی کے بعد ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول کے دل کی کیا کیفیت ہو گی؟ ہر مسلمان اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے!!! تاہم مسلمانوں کو اس پر پریشان نہیں ہونا چاہئے؛ کیونکہ سانپ کا کام ڈسنا اور بچھو کی سرشت ڈنک مارنا ہی ہے۔ اس لئے جو لوگ قادیانی کفر سے آشنا ہیں، ان کو یقیناً اس پر کچھ زیادہ تعجب نہیں ہوا ہو گا، ہاں! البتہ جو لوگ قادیانیت کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار تھے یا وہ قادیانیت کو اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے ساتھی کرنے کی غلطی کے مرتکب تھے، بلاشبہ ان کو اس تحریر سے اپنی غلط فہمی کا شدید احساس ہوا ہو گا، بلکہ بدترین دھچکا لگا ہو گا!!!!

یہ وہ اعتراض تھے جو قادیانیت کی ناپاک اور گندی سوچ و فکر کو اجاگر کر رہے ہیں، ان سارے سوالات کے علمائے وقت نے قرآن و سنت اور اقوال فقہاء و محدثین کی روشنی میں تسلی بخش جواب دیے ہیں، بندہ ان میں سے چند اہمیت کے حامل سوالات کو نقل کر کے ان کے جوابات کو قرآن و سنت کی روشنی میں اجاگر کرے گا، تاکہ بروز قیامت بخشش کے سامان میں ان جوابات کو اپنے رب کے حضور پیش کر سکوں،

ملاحظہ فرمائیں:

پہلا سوال:

لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے، تو آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمد ﷺ پر ہی نبوت ختم کر دی گئی؟ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت و راہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کیلئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟

اس سوال کا متعدد اکابرین نے مختلف انداز میں جواب دیا ہے، مگر جس کو نہ ماننا ہو، اس کا اشکال کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا، تاہم اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ بلاشبہ ہر دور میں امت کو ہدایت و راہنمائی کی ضرورت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت کی راہنمائی کے لئے نبی بھی بھیجے، اور جب تک امت کو نبی کی راہنمائی کی ضرورت رہی اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے نبی بھیجتے رہے، لیکن جوں ہی نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو ختم نبوت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا کہ اب مزید کسی دوسرے شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور ارشاد فرمایا:

مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔ [16]

ترجمہ: (مسلمانو!) محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں۔

اس ارشادِ الٰہی سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان آپ ﷺ نے از خود نہیں فرمایا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بہ نفس نفیس اس کا اعلان فرمایا ہے، اسلئے قادیانیوں کا یہ کہنا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کیلئے خود ہی آخری نبی ہونے دعویٰ کر دیا ہو؟ سراسر ہرزہ سرائی اور آنحضرت ﷺ کی ذاتِ عالی پر بہتان و افتراء ہے۔

رہی یہ بات کہ اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت کیوں نہیں رہی؟ اور آپ ؐ کو آخری نبی کیوں قرار دیا گیا؟ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خود ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کی ضرورت و عدمِ ضرورت کی حکمت خوب جانتے ہیں، اس پر کسی کو لب کشائی کی ضرورت نہیں، لہٰذا اب قادیانیوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست پوچھیں، اس کی قوت قاہرہ کی آہنی دیوار سے سر پھوڑیں اور احتجاج کریں کہ آپ نے حضرت محمد ؐ کو آخری نبی کیوں قرار دیا؟

الغرض! قادیانیوں کا یہ اعتراض مسلمانوں یا حضرت محمد ﷺ کی ذات پر نہیں، بلکہ براہِ راست قرآنِ کریم اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے، چلئے! اگر ایک لمحہ کے لئے قادیانیوں کا یہ سوال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو کیا کل کسی کو اس کا حق بھی ہو گا کہ وہ یہ کہے کہ: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السام کو پہلے اور نوح شیث، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد میں کیوں مبعوث فرمایا؟ اسی طرح نعوذ باللہ! کسی کو یہ کہنے کا حق بھی ہو گا؟ کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی اللہ کے خلیفہ اور انسانیت

کے باپ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟ اگر کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور یقیناً نہیں دی جا سکتی تو کسی کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف لب کشائی کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے؟

دوسری بات یہ کہ نئے نبی، نئی شریعت، اور نئی کتاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے، جب پہلے نبی کی نبوت، دین، شریعت، اور کتاب منسوخ ہو جائے، جبکہ حضور ﷺ کا دین، کتاب، نبوت، اور شریعت قیامت تک کیلئے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو:

اَلیَومَ أَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَأَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِي وَرَضِیتُ لَکُمُ الإِسلامَ دِینًا۔[17]

ترجمہ: آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام دین۔

اس آیت معلوم ہوا کہ جس طرح امت کو صدیوں سے نبی اور رسول کی ہدایت، وراہنمائی کی ضرورت تھی، آج بھی بر قرار ہے اور اس کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نبوت، رسالت، دین، شریعت اور کلام الٰہی یعنی قرآن پاک کی شکل میں فرما رکھا ہے۔

تیسری بات یہ کہ اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء اور ان کی شریعتوں کی مثال چراغ کی تھی، اور آنحضرت ﷺ کی نبوت و شریعت کی مثال سورج کی ہے اور جب سورج نکل آتا ہے تو نہ صرف یہ سارے چراغ بے نور ہو جاتے ہیں، بلکہ ان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی، لہٰذا اگر سورج نکلنے کے بعد، کوئی عقل مند یہ کہے کہ اب چراغ کیوں نہیں جلائے جاتے؟ اور انسانیت کی راہنمائی کیلئے چراغوں سے روشنی کیوں حاصل نہیں کی جاتی؟ اور سورج کی موجودگی میں چراغوں سے روشنی حاصل نہ کرنا انسانیت کو روشنی سے محروم رکھنے کی سازش کے مترادف ہے، بتلایا جائے کہ ایسے عقل مند کو کیا نام دیا جائے گا؟ اور اس شخص کے اس حکیمانہ مشورے کو مانا جائے گا؟ یا اسے کسی دماغی ہسپتال میں داخل کیا جائے گا؟

چوتھا جواب یہ کہ: ایک لمحہ کیلئے اگر قادیانی بزرجمہروں کی اس برخود غلط دل سوزی کو مان بھی لیا جائے تو سوال پیدا ہو گا کہ اگر واقعی اس کی ضرورت تھی؟ تو آنحضرت ﷺ کے بعد کی تیرہ صدیاں اس سے خالی کیوں گزریں؟ اور اس طویل ترین دور میں امت کو نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہیں ہوئی؟ اسی طرح پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی امت کو اس خیر سے کیوں محروم رکھا گیا؟ اور قادیانیوں کو غلام احمد قادیانی کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہ ہوئی؟

پانچواں جواب یہ کہ: اگر انسانیت کی راہنمائی کے لئے نبوت کی ضرورت تھی تو نئی نبوت کے ساتھ ساتھ نئی شریعت کی ضرورت کیوں محسوس نہ کی گئی؟ اس لئے اگر نبوت و شریعت کی ضرورت تھی تو پھر چشم بد دور مرزا قادیانی نے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ کھل کر صاحبِ شریعت ہونے کا دعویٰ کیوں نہ کیا؟

دوسرا سوال:

جب حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان اپنا مذہب کیوں تبدیل نہیں کر سکتا؟ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا؟ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہبی تبدیلی کی

اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا، کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کیلئے اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی؛ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا، جیسے جیسے آبادی بڑھے گی، مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے، جو تبدیلی چاہے، اسے قتل کر دی جائے کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں ؟

جواب: 1۔۔۔۔۔۔ دین مذہب کی تبدیلی پر سزائے ارتداد کے اسلامی قانون پر اگر کسی کو بالفرض اعتراض کا حق ہو تا تو اس کے حق دار وہ لوگ تھے جو کسی آسمانی دین و مذہب کے پیروکار ہوتے ؟ یا ان کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہوتی جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں۔ وہ لوگ جن کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہی نہیں، بلکہ ان کا وجود ہی بر خود غلط ہے ان کو اس بحث میں حصہ لینے یا اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے ؟

2۔۔۔۔۔ کیا کسی ملک کی قانونی سزا اسمبلی اور عوام کے نمائندہ ایوان کی جانب سے جارح اقوام، افراد، چوروں، ڈاکوؤں، کے خلاف قانونی سزا پر چوروں یا ڈاکوؤں یا جارح اقوام کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ یہ اعتراض کریں کہ ہمارے خلاف قانون کیوں بنایا گیا؟ اور ہماری آزادی پر قدغن کیوں لگائی گئی ہے ؟ یا اس طرح ملک کے اُچکوں بدمعاشوں اور سماج دشمنوں کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہماری چوری، بدمعاشی، اور ڈاکہ زنی پر سزا کا قانون پاس ہوا ہے تو چوری، بدمعاشی، اور ڈکیتی سے توبہ کرنے والوں کے خلاف بھی سزا کا قانون بنایا جائے ؟ لہٰذا جس طرح جارح اقوام چوروں، ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو ان کی بدمعاشی اور بدامنی کے خلاف قانون سازی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں، ٹھیک اسی طرح سارقینِ نبوت مرتدوں، اور زندیقوں کے خلاف قانونِ ارتداد کی ترتیب و نفاذ پر ان مرتدین کو بھی دین و دیانت اور عقل و شریعت کی رو سے کسی قسم کے کوئی اعتراض کا حق نہیں ہے، بلکہ ان کا تحفظ، چوروں، بدمعاشوں، ڈاکوؤں کے تحفظ کے مترادف اور ان کی سرکوبی کی مانند ہے۔

3۔۔۔۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہودی و عیسائی اپنا مذہب بدل کر مسلمان ہوں تو ان پر سزائے ارتداد کا اجراء نہیں ہو تا تو نعوذ باللہ مسلمانوں کو مرتد ہو کر یہودی، عیسائی یا کسی دوسرے دین کو اپنانے پر یہ سزاء کیوں جاری ہوتی ہے ؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ:

الف۔۔۔۔۔ بائبل میں بھی مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہی ہے چنانچہ خروج میں ہے:

"جو کوئی واحد خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کر دیا جائے"۔[18]

ب۔۔۔۔۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی عیسائی یا کسی دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں ہوتی ؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں، بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں، کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں، تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرزِ عمل صحیح ہے یا غلط ؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت بھی اپنے باطل و منسوخ شدہ دین کے بارے میں شدید تعصب کا شکار ہیں، اس لئے کہ اگر وہ اپنے دین و مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر اور متعصب نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان ان کے ظلم و ستم کا نشانہ کیوں بنتے ؟

اس سے ذرا آگے بڑھیئے ! تو یہودیت کے تعصب کا اس سے بھی اندازہ ہو گا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا ناحق قتل، ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے، اسی طرح یہود و نصاری کے ذمہ قرض ہے وہ بتلائیں کہ حضرت یحیٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ آخر ان معصوموں کا کیا جرم تھا ؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے

کیوں بنائے گئے ؟مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خونِ ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ج۔۔۔۔۔یہ تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لیے حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا، جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی تکمیل اور اختتام حضرت محمدﷺ کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟اگر بالفرض تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں ابدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟مثلا:اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی تھی تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدمؑ کی شریعت کا تابع ہونا چاہیے تھا،اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟البتہ اگر بعد میں آنے والے دین،سے پہلے نبی کی شریعت منسوخ ہو گئی تھی تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب آجانے کے بعد سابقہ نبی کی شریعت پر اصرار کیوں؟

د۔۔۔۔۔جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام کے ادیان اور شریعتیں منسوخ ہو گئیں،جیسا کہ گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں،ورنہ نئے دین،شریعت اور نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟تاہم سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے نبی سے متعلق ان کی آمد کی اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے،جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَإِذ أَخَذَ اللَّهُ ميثاقَ النَّبِيّينَ لَما آتَيتُكُم مِن كِتابٍ وَحِكمَةٍ ثُمَّ جاءَكُم رَسولٌ مُصَدِّقٌ لِما مَعَكُم لَتُؤمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قالَ أَأَقرَرتُم وَأَخَذتُم عَلىٰ ذٰلِكُم إِصري قالوا أَقرَرنا قالَ فَاشهَدوا وَأَنا مَعَكُم مِنَ الشّاهِدينَ[19]

ترجمہ: جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا تھا کہ:اگر میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو اس(کتاب)کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے،تو تم اس پر ضرور ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔

چنانچہ سابقہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ:میری نبوت اور دین شریعت قیامت تک کیلئے ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں،دنیائے یہودیت وعیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے تو اس کا ثبوت لاؤ،ہمارا دعوی ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا،جب کہ اس کے مقابلے میں آقائے دوعالمﷺ کو قیامت تک کے تمام انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپﷺ کو آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا۔

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمدﷺ تشریف لے آئے تو ثابت ہوا کہ آپﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے،لہذا آپﷺ کے دین و شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا؛اس لیے جو شخص اس جدید اور رائج قانون اور آئین الٰہی کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب،جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب ،مثلا:ہندو،پارسی،سکھ،ذکری،زرتشتی اور قادیانی وغیرہ میں سے کسی کی اتباع کرے گا،وہ باغی کہلائے گا،دین و شریعت،قرآن و سنت اور عقل

و دیانت کی روشنی میں اس کی سزا وہی ہے جو ایک باغی کی ہونی چاہیے؛اس لیے قانون ارتداد پر قادیانیوں کی طرف سے یہ اعتراض خالص دجل و فریب اور دھوکہ ہے کہ: کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ تبدیلی مذہب کی اجازت دینے سے آپ ﷺ کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا، آپ ﷺ نے مذہب کے فروغ کیلئے اور اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے،جو تبدیلی چاہے اسے قتل کر دیا جائے ،کیونکہ یہ قانون مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کیلئے نہیں بلکہ اسلام دشمنوں کی راہ روکنے کیلئے ہے۔اس لیے کہ کسی ملک میں انسداد بغاوت اور جرائم کی روک تھام کا قانون کسی ملک کے شریف شہریوں کے خلاف نہیں بلکہ بدمعاشی کی روک تھام کیلئے وضع کیا گیا ہے۔لہذا قانون ارتداد مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کیلئے نہیں بلکہ اسلام دشمنوں کی راہ روکنے کیلئے ہے،اس لئے کہ کسی ملک میں انسداد بغاوت اور جرائم کی روک تھام کا قانون کسی ملک کے شریف شہریوں کے خلاف نہیں،بلکہ بدمعاشی کی روک تھام کیلئے وضع کیا جاتا ہے۔

اگر قادیانی فلسفہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کا یہ معنیٰ ہوگا کہ کسی جرم کی روک تھام پر قدغن لگانا یا اس پر کڑی سزاؤں کا نفاذ، اس کی علامت ہے کہ اس ملک کے شریف شہریوں کے بدمعاش اور جرائم پیشہ ہونے کے خوف سے وہ قوانین نافذ کئے گئے ہیں؟ حالانکہ مذہبِ دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا،بلکہ ہر نیک دل حکمران اور شفیق باپ اپنی رعایا اور اولاد کو برائی کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے، بعض اوقات ازراہ خیر خواہی ان کو سزا بھی دیتا ہے اور معاشرہ کے بدکرداروں کے خلاف قانون سازی بھی کرتا ہے اور اس کے خلاف ورزی پر سخت سے سخت تدبیر کرتا ہے۔

اس سے مزید آگے بڑھئے تو اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کفر و شرک پر عذاب وعقاب اور جہنم کی شدید سزا کا قانون مرتب فرمار کھا ہے، کیا نعوذ باللہ !اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ماننے والوں کی تعداد میں کمی کا اندیشہ تھا؟اور اس نے بھی ان کی تعداد بڑھانے کیلئے اس فارمولا کو ترجیح دی ہے اور بذریعہ آبادی اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھانے کے آسان اور موثر فامولا پر عمل کیا ہے؟ کہ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی اللہ تعالیٰ کے ماننے والے خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے؟ بتلایا جائے کہ کیا ایسا کہنا عقل و دیانت کے مطابق ہے؟ قانون ارتداد پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ اعتراض کہاں تک درست ہے؟ دوسرے لفظوں میں اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ دنیا میں سرے سے جرم و سزا کا کوئی قانون نہیں ہونا چاہئے، اگر ایسا ہو تو کیا اس سے معاشرہ انارکی،انتشار، تشدد،اور بدامنی کی لپیٹ میں نہیں آجائے گا؟جو لوگ ایسا مطالبہ کریں تو کیا وہ انسانیت کے دوست ہیں یا دشمن؟

تیسرا سوال:

حضرت محمد ﷺ نے اپنے خاندان یعنی آلِ رسول کو زکوۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟ کیا رسول کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا۔ خود آپ ﷺ کا قول ہے کہ:تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟

جواب:1۔۔۔۔۔۔عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ اگر کسی کٹر سے کٹر مخالف میں کوئی خوبی اور کمال نظر آئے تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے مگر باطل پرستوں کے ہاں اس کے برعکس یہ اصول ہے کہ جب کسی سے پرخاش، بغض،عداوت، یا دلی نفرت ہو تو انہیں اسکی خوبیوں میں بھی سو، سو نقائص نظر آتے ہیں اور نہ صرف اس کے محاسن و خوبیوں کو نقائص و معائب بنا کر پیش کیا جاتا ہے بلکہ ان میں حرف گیری کی جاتی

ہے۔ قادیانیوں کے مذکورہ اعتراض میں بھی ذاتِ نبوی ﷺ سے بغض وعداوت کا یہی فلسفہ کارفرما ہے۔

ورنہ اگر دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے خاندان کیلئے زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دے کر جہاں امت کے غرباء اور فقراء پر احسان فرمایا ہے وہاں اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے تنگی اور مشکلات پیدا فرمائی ہیں اس لئے کہ زکوٰۃ تو ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر واجب ہے اور اس کی ادائیگی اس کے ذمہ فرض ہے اگر زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ آنحضرت ﷺ اور ان کے خاندان کیلئے حلال ہوتے تو ہر مسلمان کی خواہش ہوتی کہ میری زکوٰۃ سید دو عالم ﷺ، آپ کے خاندان اور آلِ اطہار مصرف میں آئے، اس سے ذاتِ نبوی ﷺ اور آپ کا خاندان تو آسودہ حال ہو سکتا تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ مسلمان غرباء اور فقراء مالی تنگی اور تنگ دستی کا شکار ہو جاتے اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات آل، اولاد، اور خاندان کے مفادات کی قربانی دی اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو مشقت میں ڈال کر امتِ مسلمہ کے غرباء اور فقراء کے منافع کو پیش نظر رکھا۔

2۔۔۔۔۔۔اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے لئے اور اپنی آل اطہار کے لئے ہدیہ وعطیہ قبول کرنے میں بھی اپنی ذات اور اپنے خاندان کے مالی منافع کو مزید محدود فرمادیا؛ کیونکہ ہدیہ وعطیہ دینے کی نہ تو ہر مسلمان میں استعداد و استطاعت ہوتی ہے، اور نہ ہی ہر کسی کو اسکا ذوق ہوتا ہے۔ نتیجتاً آپ ﷺ کا خاندان مالی تنگی اور عسر کے ساتھ ساتھ زہد وتکشف کا خوگر رہے گا اور یہی آنحضرت ﷺ کی خواہش تھی چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس کی دعا فرمائی کہ: اے اللہ! میرے خاندان کا رزق بقدر کفایت ہو۔[20]

3۔۔۔۔۔۔ دیکھا جائے تو آنحضرتؐ کا اپنی ذات اور اپنے خاندان کیلئے زکوٰۃ وصدقات کو حرام قرار دینے کا راز یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ خود اپنی ذات یا اپنے خاندان کیلئے صدقات وزکوٰۃ حلال قرار دیتے تو احتمال تھا کہ اسلام دشمن اور قادیانیوں جیسے ملاحد وغیرہ یہ اعتراض کرتے کہ: حضرت محمد ﷺ نے نعوذ باللہ! زکوٰۃ، صدقات کا حکم اپنی ذات اور اپنے خاندان کی مالی آسودگی کیلئے دیا ہے، جب ہی تو نعوذ باللہ! وہ زکوٰۃ پہ پل رہے ہیں، اسی حکمت کے تحت آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ کے مصرف کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ان کے اغنیاء سے لیکر ان کے فقراء پر خرچ کیا جائے۔[21]

چنانچہ اس حکم سے آپ ﷺ نے اس اعتراض وبدگمانی کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا کہ زکوۃ، صدقات کے اجراء سے مقصود اپنی ذات یا خاندان کی معاشی آسودگی نہیں، بلکہ ان کے فوائد ومنافع مسلمانوں کے غریب وفقیر متعلقین ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

4۔۔۔۔۔۔اسی طرح اس بات کا بھی امکان تھا کہ کہیں میرا خاندان محض قرابت نبوی کی وجہ سے لوگوں کی زکوۃ وصدقات کو اپنا حق نہ سمجھ بیٹھے یا کہیں اس کی نگاہ لوگوں کے مال زکوۃ پر ہی نہ ٹک جائے، اس لیے زکوۃ، صدقات کو سرے سے ان پر حرام قرار دیا۔

حیرت ہے کہ قادیانیوں کو ایک طرف آقائے دو عالم ﷺ کے اس زہد وتکشف اور اپنی ذات، آل و اولاد اور خاندان کیلئے کفاف و قناعت کے طرز عمل پر تو اعتراض ہے، مگر دوسری طرف انہیں مرزا ملعون قادیانی کے مال بٹورنے کے بدترین کردار اور بیسیوں قسم کے چندوں پر کوئی اعتراض نہیں۔

قادیانی افراد تعصب اور عناد کی عینک اتار کر ایک لمحہ کیلئے اپنے خود ساختہ انگلش نبی کی مالی حالت پر غور کرتی تو اس پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی کہ سیالکوٹ کی عدالت میں کلرکی کرنے والے ایک معمولی شخص کی فیملی رائل فیملی کیسے بن گئی؟ اس کا خاندان دنیا

کے امیر ترین خاندانوں میں کیسے شامل ہو گیا؟ بلا شبہ یہ سب قادیانی چندہ مہم کی برکت ہے کہ جن کی نظر میں قادیانی مہم میں چندہ دینے والے جنتی ہیں اور ااس سے روگردانی کرنے والا جنتی مقبرہ سے محروم رہے گا۔

یقیناً کھوٹے اور کھرے کیلئے یہی کافی ہے کہ ایک طرف تو وہ بناوٹی اور انگلش نبی ہے کہ جس کی ساری زندگی دوسروں کے مال پر نظر رہی اور دوسری طرف دونوں جہانوں کے سردار، آقائے نامدار مدنی ﷺ ہیں کہ جن کی زندگی مال و دولت سے دامن چھڑانے میں گزری۔

حوالہ جات

---

[1] الحج22:75

[2] الشعرانی، ابو المواہب عبد الوہاب الشعرانی، الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر، داراحیاء التراث، بیروت، ص164

[3] الاحزاب33:40

[4] البقرہ2:21

[5] مفتی محمد شفیعؒ، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، 1996ء، ج1، ص134

[6] المائدہ3:5

[7] الاعراف7:158

[8] ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1969ء، ج3، ص493

[9] ترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورہ، الجامع / الجامع المختصر من السنن عن رسول اللہ ﷺ ومعرفة الصحیح والمعلول وما علیہ العمل، بیروت، دار احیاء التراث، س ن، کتاب الفتن، باب، ماجاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون، ج4، ص499

[10] البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مکتبة المعارف، ریاض، 2002ء، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، ج3، ص108

[11] سمرقندی، ابو منصور محمد بن محمد بن محمود السمرقندی الحنفی، شرح الفقہ الاکبر، نفقة الشؤون الدینیة، قطر، ص202

[12] ندوی، مولانا ابو الحسن علی، قادیانیت تحلیل و تجزیہ، مجلس تحقیقات و نشریات، لکھنو، س ن، ص142

[13] حموی، سید احمد بن محمد الحنفی الحموی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1985ء، ج1، ص242

[14] سرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل الحنفی، السیر الکبیر، دائرة المعارف، حیدرآباد، ہند، 1374ھ، ص265

[15] شامی، محمد امین الشہیر بابن عابدین، رد المحتار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج3، ص235

[16] الاحزاب33:40

[17] المائدہ3:5

[18] بائبل، خروج، باب22، آیت20

[19] آل عمران3:81

[20] التبریزی، محمد بن عبد اللہ التبریزی، مشکوۃ المصابیح، المکتبة الاسلامی، بیروت، 1985ء، ج1، ص339

[21] ابوداود، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن ابو داود، المکتبة العصریہ، بیروت، لبنان، ج1، ص23